اس ربط کی کنہ درحقیقت کیا ہے؟ اس کا علم اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی اور کو حتمی اور قطعی طور پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وجوہِ ربط سو پچاس نہیں بلکہ لا تعد و لا تحصیٰ ہیں اور اسی بنا پر قرآن کی شان " لا تنقضی عجائبہ " ہے اور ایک انسان جو محدود اور منتہی ہے ان کا احاطہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ امام رازی اور بعض دوسرے حضرات نے وجوہِ نظم کے سلسلہ میں جو کوششیں کی ہیں بہت کچھ محلِ نظر ہیں، اگرچہ مولانا فراہی نے اس فن کو آگے بڑھایا ہے لیکن پھر بھی مولانا کے دلائل زیادہ تر اقناعی ہیں اور ان کو صرف برہانِ لمی ہی کہا جا سکتا ہے، مولانا نے اس کتاب میں قرآن کے ظاہر و باطن کی جو بحث اٹھائی ہے وہ بھی خطرناک اور مزلۃ اقدام ہے۔ چنانچہ اخوان الصفا اور شیخ ابن عربی نے اس سلسلہ میں جو کچھ گل کاریاں کی ہیں ان سے اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی آج تک نہیں ہو سکی۔ اس بنا پر یہ کتاب علمی اور فنی اعتبار سے قابلِ قدر اور لائق مطالعہ ضرور ہے لیکن شروع کے ۳۰-۳۵ صفحات میں نظم کی اہمیت اور اس کے علم کی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا نے منکرین نظام پر جو لے دے کی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ " نظام کے علم کے بغیر اعتقاد اور علم ہی مکمل نہیں ہوتا (ص ۳۸) ہمارے نزدیک " اعجاب کل ذی رائی برایہ " کے تحت میں آتا ہے۔ کتاب میں بعض غلطیاں بھی رہ گئی ہیں جن کا فہرست خطا و ثواب میں اندراج نہیں ہے مثلاً ص ۱۶ سطر ۵ میں " بعد المعرفۃ ترکیب اجزائہ " میں " لترکیب " اور " تناسب بعضہ " میں " بالبعض " کا اضافہ ہونا چاہیے۔

قرآن محکم از مولانا عبد الصمد رحمانی، تقطیع خورد ضخامت ۱۲۰ صفحات، کتابت و طباعت بہتر، قیمت مجلد دو روپیہ، پتہ :۔ مجلس معارف القرآن دار العلوم دیوبند۔

قرآن میں ناسخ و منسوخ کی بحث ہمیشہ ایک معرکہ آرا بحث رہی ہے۔ علمائے متقدمین و متاخرین نے خاص اس موضوع پر مستقل اور ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ فاضل مصنف نے بھی اس موضوع پر ۱۹۱۵ء میں جب کہ وہ طالب علم تھے ایک رسالہ لکھا تھا جو ۱۹۲۹ء میں ایک دینی ماہنامہ میں قسط وار شائع بھی ہوا تھا۔ اب نظر ثانی کے بعد اسی رسالہ کو کتابی صورت میں آپ نے شائع

کردیا گیا ہے۔ اس میں مولانا نے قائلینِ نسخ کے دلائل کا نقض کرنے کے بعد یہ ثابت کر
کوشش کی ہے کہ "قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر حکم .... اپنی جگہ پر محکم ہے۔" (ص ۲۰
مولانا نے یہ دعویٰ کس طرح کر دیا۔ حالانکہ خود قرآن میں متعدد مواقع پر ہے کہ بعض آیا
ہیں اور بعض متشابہات۔" جب متشابہ کو محکم کی ضد کے طور پر بیان کیا گیا ہے تو جو آ
متشابہات ہیں انھیں محکمات کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ علاوہ ازیں "ما ننسخ من
پر صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر کلام کرتے ہوئے مولانا نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ "ما" "ان" کے
ہے اور ان شرطیہ کو فعل کو مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے اور جملہ شرطیہ کو کسی امر کے وقو
تعلق نہیں ہوتا،" ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی تردید خود قرآن سے ہوتی ہے۔ چنانچہ
فرماتے آیت "ومنهم من ان تأمنه بقنطار یؤده الیک۔ الآیة" چونکہ یہ آیت ایک
واقعہ کا بیان ہے اس لیے یہاں ترجمہ حال کا بھی ہو سکتا ہے .... اسی طرح "ان
حسنة تسوءهم" میں استقبال اور حال دونوں کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے، مولانا کو
سلسلہ میں کتاب سیبویہ کا مطالعہ کرنا چاہیے تھا جس میں یہ بحث نہایت مکمل اور
حقیقت یہ ہے کہ دوسرے مسائل کی طرح نسخ کے معاملہ میں بھی علماء نے افراط و تف
کام لیا ہے۔ یعنی نہ تو خدانخواستہ ایسا ہے ـــــ جیسا کہ متقدمین کا ایک طبقہ کہتا
ـــــ کہ پانچسو آیات منسوخ ہیں۔ اور نہ یہ بات ہے ـــــ جیسا کہ اس رسالہ میں دع
گیا ہے ـــــ کہ ایک حکم بھی منسوخ نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ کہیں قرآن میں نسخ بمعنی ر
مطلقاً ہے اور خود قرآن میں اس کی تصریح ہے۔ مثلاً "یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم ا
.... الآیة" میں پہلے یہ حکم دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
لیکر جاؤ۔ لیکن جب مسلمانوں پر اس کی تعمیل شاق ہونے لگی تو اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور
حکم سورہ مجادلہ میں ایک ہی جگہ یکے بعد دیگرے موجود ہیں۔ اور کبھی حکم مطلقاً مرفوع ہے
قرآن میں اس کا ذکر نہیں بلکہ کسی صحابی کی تصریح یا عمل سے اس کا علم ہوا ہے جیسا مولفہ